تذکرہ اولیاء اللہ

بیان: درگاہ عالیہ بکوٹ شریف

افادات

مولانا محمود الرشید حدوٹی

یہ بیانات درگاہ عالیہ بکوٹ شریف کے چھیانوے سالانہ اجتماع کی دو نشستوں میں کیے گئے ہیں، ان بیانات میں اس دھرتی کی رونق اولیاء اللہ کا تذکرہ کیا گیا، معجزات اور کرامات کی حقیقت اور ان میں مؤثر ہاتھ اور طاقت کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے، اللہ کی قدرتوں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی۔ ان بیانات کو قاری عثمان محمود حدوٹی نے ریکارڈ کیا۔

فہرست مضامین

☼ اپنی بات ☼

اللہ تعالیٰ نے درگاہ عالیہ بکوٹ شریف حاضری کی سعادت بخشی اور پیر فقیر اللہ بکوٹی کی یاد میں منعقدہ ۹۶ویں سالانہ اجتماع میں دو بار بیان کرنے کی توفیق دی، اجتماع بکوٹ شریف کو کچھ لوگ عرس کے نام پر مناتے ہیں، جب کہ اس درگاہ کے ابتدائی متولیان کے ساتھ عقیدت رکھنے والے کسی بھی بدعت سے بچتے ہوئے خالص توحید وسنت کی آبیاری کی نیت سے اس درگاہ پر حاضری دیتے ہیں اور ان لوگوں کے عزائم کو عمدہ طریقے سے ناکام بناتے ہیں جو بزرگان دین کی درگاہوں کو شرک و خرافات کے مراکز بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

اہل حق کی یہاں پر سالانہ اجتماع میں موجودگی توحید وسنت کی آبیاری اور شرک وبدعت کے شجرہ خبیثہ کو جڑ سے کاٹنے کی حکمت عملی کا پیش خیمہ ہوتی ہے، میرے بیانات میرے بیٹے نے ریکارڈ کر لیے تھے، جو پڑھنے والوں کی خدمت میں پیش ہیں۔ اللہ ہماری مساعی قبول فرمائے۔(محمود الرشید حدوٹی ۱۶ جنوری ۲۰۱۹ء)

تذکرہ اولیاءاللہ

بسم اللہ والصلاہ والسلام علی رسول اللہ
الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون
وقال اللہ تبارک وتعالیٰ من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب
صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الامی الھاشمی التھامی الکریم

برادران اہل سنت والجماعت! درگاہ عالیہ بکوٹ شریف میں حضرت اقدس پیر فقیر اللہ بکوٹی کا یہ ۹۶ویں سالانہ اجتماع ہے، اس اجتماع کے حوالے سے مختلف اشتہار چھپے ہوئے ہیں، کچھ دوستوں نے عرس اور کچھ نے اجتماع کے اشتہار شائع کیے ہیں، یہ ایک مبارک پروگرام ہے، حضرت پیر زاہر بکوٹی سجادہ نشین درگاہ عالیہ بکوٹ شریف اس وقت ہمارے اندر موجود ہیں اور یہاں تشریف فرماہیں۔

انتظامی معاملات کے تحت سرکاری انتظامیہ کے مطابق اس پروگرام کو مغرب کی نماز سے پہلے پہلے ختم ہونا تھا مگر دربار عالیہ بکوٹ شریف کی انتظامیہ نے اپنے معزز و محترم مہمانانِ گرامی، حضرات علماء کرام کے اعزاز واکرام میں اس پروگرام کو مغرب کے بعد بھی جاری رکھا۔

یوں سرکاری انتظامیہ کے انتظامات کو اور سرکاری فرمان کو شکست وریخت سے دوچار ہونا پڑا، اتنے میں ہماری بھی آمد ہو گئی تو حضرت پیر زاہر بکوٹی صاحب کے ارشاد پر الامر فوق الادب کے ضابطے کے تحت حاضری لگائی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ نے توفیق دی توان شاءاللہ کل آپ کا دیدار ودرشن ہوگا اور کچھ تفصیلی عرض کروں گا۔

ایک مسلمان کا دیدار اور درشن کرنا بڑی فضیلت کی بات ہے، آقائے نامدار، تاجدار مدینہ، مراد المشتاقین، راحۃ للعاشقین حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ قیامت کا دن ہو گا، اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوں گے، اللہ کی طرف سے آواز آئے گی، این المتجالسین فی وہ لوگ کہاں ہیں جو میری ذات کی خاطر ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے تھے؟ این المتزاورین فی کہاں ہیں وہ لوگ جو میری ذات کی خاطر ایک دوسرے کا دیدار کیا کرتے تھے، یہ ہمارا بیٹھنا، ایک دوسرے کو دیکھنا، ایک دوسرے کا دیدار کرنا، گویا کہ یہ اس سوال کی تیاری ہے جو اس میدان رستاخیز میں اللہ کی طرف سے پوچھا جائے گا، کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میری ذات کی خاطر ایک دوسرے کا دیدار کیا کرتے تھے، کہاں ہیں وہ لوگ جو میری ذات خاطر ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا کرتے تھے۔

ہمارا رشتہ ایک دوسرے سے کیا ہے؟ کہ ہم آقائے نامدار، سپہ سالار بدروحنین، صاحب لولاک، صاحب معراج، حضرت نبی پاک ﷺ کے امتی ہیں، یہ ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ باہمی رشتہ ہے۔

میں نے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی ہے،

أَلا إِنَّ أَوْلِياءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ [يُونُس: 62]

جس درگاہ پر ہم حاضر ہوئے یہ ولیوں کی درگاہ ہے، لوگ دور دراز کا سفر کر کے یہاں آتے ہیں، جیسے حضرت مفتی انعام الحق عباسی صاحب فرما رہے تھے کہ ربیع الاول شریف میں ہر عالم کی اپنی مصروفیات ہوتی ہیں، ان کے لیے کسی پروگرام کے لیے وقت نکالنا بڑا مشکل ہوتا ہے اور ہم لوگ جو علماء کرام کے کفش بردار ہیں ہماری اس سے بھی زیادہ مصروفیات ہوتی ہیں، مگر پیر زاہر بکوٹی صاحب کا حکم کہ سالانہ اجتماع

میں شرکت کرنی ہے، اور یہاں کچھ فقیرانہ شکستہ سے الفاظ ذکر کرنے ہیں، تو ان کے ارشاد گرامی پر حاضری لگانے کے لیے چند الفاظ پیش کر رہا ہوں۔

اولیاء اللہ کا بڑا مرتبہ اور مقام ہے، میں کئی اجتماعات میں ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو بڑی شان و مرتبہ سے نوازا تھا، علماء کرام اس امت کے اہم ترین لوگ ہیں، یہ وی آئی پی لوگ ہیں، حضرت پیر فقیر اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے عالم تھے، حضرت پیر حقیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بڑے عالم تھے، حضرت پیر عتیق اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بڑے عالم تھے، حضرت پیر اظہر بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بڑے عالم تھے، حضرت پیر زاہر صاحب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اپنی عنایات خاصہ سے نوازا ہوا ہے، اس لیے کہ یہ لوگ اس گھر کی چاکری کرتے ہیں جس گھر کی چاکری کے بعد اللہ تعالیٰ فیض لٹاتا ہے، اللہ فیض جاری کرتا ہے۔

سیالکوٹی شاعر، شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا کہتا ہے، وہ کہتا ہے کہ

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

مجھے علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر کبھی سمجھ میں نہیں آیا کہ اقبال نے اس شعر میں یہ کیا کہہ دیا ہے، مگر بڑے عرصہ کے بعد جب میں نے پیر پیران شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی، قطب لا مکانی، بغداد والے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات دیکھے او ر پڑھے تو تب اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر سمجھ میں آیا، اللہ تعالیٰ نے پیر پیران شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو عجیب صفات سے نوازا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں علم کی بیش بہا دولت سے سیراب فرمایا ہوا تھا۔

میں نے یہاں علماء کا ذکر کیا، علماء کو اللہ نے نوازا ہوتا ہے، مدینہ والی سرکار نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ العلماء ورثة الانبیاء علماء کرام انبیاء کرام کے وارث ہیں، اور انبیاء کرام کی شان یہ ہے کہ ولم یورثوا درھماً ولا دیناراً کہ وہ اپنا ورثہ درہم اور دینار نہیں چھوڑتے، بلکہ وہ اپنے پیچھے علم چھوڑتے ہیں، ان کا ترکہ علم ہوتا ہے، ان کا ترکہ دین ہے، اور علماء کرام اس وراثت کے وارث ہوتے ہیں، اس وراثت کے پاسبان ہیں، اس کے نگہبان ہیں، تو اس لڑی میں پروئے جانے والے یہ علماء ایسے ہیں جن کے سر پر اللہ نے تاج ولایت رکھا ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

پیر پیران شیخ عبدالقادر جیلانی، محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا نوازا ہوا تھا، اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ معجزہ نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے، کرامت ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے، مگر معجزے اور کرامت کے پیچھے اللہ کا ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے، نبی کے ہاتھ پر معجزہ، ولی کے ہاتھ پر کرامت، مگر اس کے پیچھے ہاتھ کس کا کام کرتا ہے؟ ہاتھ میرے اللہ کا کام کرتا ہے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے معجزات عطا فرمائے، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بغل میں ہاتھ ڈالتے اور باہر نکالتے تو ان کا ہاتھ چمکنے لگتا تھا، آپ کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا ہوتا تھا، اللہ نے پوچھا کہ موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ فرمایا اللہ یہ میرا ڈنڈا ہے، اس سے میں اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں، اس ڈنڈے پر ٹیک لگاتا ہوں، اور اس سے کئی اور کام بھی لیتا ہوں۔

اللہ نے فرمایا کہ اس ڈنڈے کو پتھر پر مارو، موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اس ڈنڈا مارا اس سے پانی کے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، پانی کے یہ بارہ چشمے جاری کرنے والا اللہ تھا، معجزہ تھا موسی علیہ السلام کا۔

ایک دن عرض کرنے لگے کہ اے اللہ !آپ مخلوق کو روزی کیسے دیتے ہیں؟ اللہ نے فرمایا کہ تیرے ہاتھ میں کیاہے؟فرمایا کہ یہ میرا عصاہے،فرمایا کہ اسے پتھر پر مارو،پتھر پر مارااس کے اندر سے ایک اور پتھر نکلا،فرمایااس پر بھی ڈنڈامارو،اس پر ڈنڈامارا تواس میں سے ایک اور پتھر نکلا،فرمایا کہ اس پر بھی ڈنڈامارو،اس پر ڈنڈامارا تو ایک اور پتھر نکلا،اس پتھر کے اندر ایک کیڑا تھا،جس کے منہ میں سبز رنگ کا پتہ تھا، پھر پردہ اٹھادیا گیاتو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیڑے کی زبان سے سنا،کہہ رہاتھا،

سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي، وَيَسْمَعُ كَلَامِي، وَيَعْرِفُ مَكَانِي، وَيَذْكُرُنِي وَلَا يَنْسَانِي

میرا اللہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہاہے، جو مجھے سن رہاہے، میری جگہ کو دیکھ رہاہے، وہ مجھے یادرکھتاہے اور مجھے بھولتا نہیں ہے۔

اللہ نے فرمایا کہ موسیٰ !ہم اس طرح روزی پہنچاتے ہیں، معجزہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور قدرت میرے رب کی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسے دور میں نبی بنا کر بھیجا، جب جادو گروں کا دور دورہ تھا، جادو گر مختلف قسم کے کرتب دکھاتے تھے، لوگ ان کی طرف مائل ہوتے تھے اور واہ واہ کرتے تھے کہ انہوں نے واہ واہ کام دکھایا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر جو اپنی قدرت و کمال دکھایا اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکا۔

جب میدان سجا، فرعون نے مختلف علاقوں سے جادو گر منگوائے تاکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو نیچا دکھا سکے، جادو گر بلوا کر ان کی خوب تواضع کی، میدان سجا، جادو گر بھی آئے اور موسیٰ بھی آئے، پوچھا کہ کون ابتدا کرے گا؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی ابتدا کرو، ان جادو گروں کے پاس چھوٹی چھوٹی رسیاں تھیں، جب انہوں نے وہ پھینکیں تو چھوٹے چھوٹے سانپ بن گئے، اب موسیٰ علیہ السلام کا نمبر آیا، اب اللہ اپنی

قدرت دکھانا چاہتا ہے، اللہ اپنا کمال دکھانا چاہتا ہے، اس کو کہتے ہیں اللہ کی طاقت، اسے کہتے ہیں اللہ کی قوت، اسے کہتے ہیں اللہ کی پاور، یہ ہے قادر وقہار اللہ، یہ ہے قادر وقدیر اللہ، یہ ہے قادر ومقتدر اللہ جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، جو مختار کل ہے، جو ساری کائنات کا مالک ہے۔

اب موسیٰ علیہ السلام سے نے اپنا ڈنڈا پھینکا، یہ وہی ڈنڈا ہے جو جنت سے آیا تھا، آدم علیہ السلام لے کر آئے تھے، آدم سے شعیب علیہ السلام تک پہنچا تھا، شعیب علیہ السلام نے جب اپنی ایک لڑکی کی شادی موسیٰ علیہ السلام سے کی تو انہیں بکریوں کے ساتھ یہ جنتی ڈنڈا بھی عنایت کیا تھا، جس سے موسیٰ علیہ السلام مختلف قسم کے کام لیتے تھے، فرمایا کہ اسے زمین پر پھینکو، جب موسیٰ نے اس ڈنڈے کو زمین پر پھینکا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے اسے بہت بڑا اژدھا بنادیا۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب قصص الانبیاء لکھی جو عربی زبان میں موجود ہے، طرابلس سے چھپی ہے، مکتبہ شاملہ میں بھی موجود ہے، اس میں وہ لکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈا پھینکنے سے اللہ نے ساٹھ ہاتھ لمبا سانپ بنادیا، یہ اس کی لمبائی تھی اور اس کی چوڑائی موٹائی اتنی تھی کہ اس کا نیچے والا جبڑا زمین پر لگتا تھا اور اس کا اوپر والا جبڑا فرعون کے محل کی منڈھیر پر لگتا تھا۔

اس بڑے سانپ نے جادو گروں کے چھوٹے چھوٹے سانپوں کو ایک ہی لقمہ بنایا، یہی وہ موقع تھا کہ اس سانپ کی ہیبت موسیٰ علیہ السلام نے بھی محسوس فرمائی، ولی مدبرًا قرآن کہتا ہے کہ اس بڑے سانپ کو دیکھ موسیٰ علیہ السلام بھی پیٹھ پھیرنے لگے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ موسیٰ! ڈرو نہیں ہم اسے پہلے والی شکل میں دوبارہ لانے والے ہیں۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ فرعون کو کبھی بخار نہیں آیا، فرعون چالیس چالیس دن تک واش روم نہیں جاتا تھا، مگر آج یہ پہلا موقع تھا کہ اس عظیم سانپ کو دیکھ کر فرعون کو سخت بخار چڑھا، آج پہلا موقع تھا کہ فرعون ایک دن میں چالیس بار واش روم گیا، یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا، اس میں طاقت اللہ پاک کی تھی۔

اسی طرح آقائے نامدار، تاجدار مدینہ، سپہ سالار بدر وحنین، صاحب قاب قوسین، صاحب لولاک، صاحب معراج، صاحب براق، ساری کائنات کے دولہا، ساری کائنات کے سردار میرے آقا و مولا، ساری کائنات کے مقتدیٰ، ساری کائنات کے لیے رحمت بن کر تشریف لانے والے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ معجزات عطا فرمائے کہ نہ وہ موسیٰ کے معجزات تھے، نہ وہ عیسیٰ کے معجزات تھے، نہ وہ صالح علیہ السلام کے معجزات تھے، اللہ نے اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو معجزات عطا فرمائے وہ نرالی شان کے معجزات تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سخت پیاس نے ستایا، عرض کرنے لگے یارسول اللہ! پیاس نے سخت ستایا ہے، جانوروں کو سخت پیاس لگی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا، پانی کا پیالہ لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس میں اپنے دست مبارک کی پانچ انگلیاں ڈال دیں، جب باہر نکالیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پانچ انگلیوں سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے، موسیٰ علیہ السلام کے معجزے میں پتھر سے پانی نکلا، یہاں میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پانچ انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پانی کو پیا بھی اور اسے استعمال بھی

فرمایا، جانوروں کو بھی پلایا، معجزہ میرے آقا نبی کریم ﷺ کا اور اس میں طاقت، قوت، قدرت اور کمال میرے اللہ کا ہے۔

یہ ہے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ کہ معجزہ میں ہاتھ نبی کا ہوتا ہے اور قدرت میرے رب کی ہوتی ہے، کرامت میں ہاتھ ولی کا ہوتا ہے اور قدرت میرے رب کی ہوتی ہے، یہ عقیدہ کی بات ہے، عقیدہ کی درستگی بہت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو بھی نرالی شان عطا فرمارکھی ہے، ان سے بھی اللہ کرامت صادر کرواتا ہے مگر طاقت اس نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے، چاہے تو وہ کرامت کا اظہار کرے اور چاہے تو نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے پیر پیران شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا نوازا ہوا تھا، اللہ نے انہیں بڑی شان عطا فرمارکھی تھی، ایک دن اپنے حجرہ میں جلوہ افروز تھے، اس دوران آپ کچھ لکھ رہے تھے، حجرہ کی چھت سے دو تین بار آپ کے کپڑوں اور عمامہ پر مٹی گری، آپ اپنے ہاتھ سے وہ مٹی ہٹاتے رہے، دو تین بار مٹی گری تو آپ نے کوئی خاص دھیان نہیں دیا، جب چوتھی بار مٹی گری تو آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ ایک چوہا چھت کاٹ رہا ہے، آپ کے ایک نظر دیکھتے ہی اس کا سر کٹ کر ایک طرف گرا اور دھڑ دوسری طرف، پھر آپ کی رحم دلی دیکھیے کہ آپ اس واقعہ کے بعد رونے لگے، واقعہ نقل کرنے والا پوچھنے لگا کہ آقا! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ پیر پیران فرمانے لگے کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کسی مسلمان سے میرے دل کو تکلیف پہنچے اور اس کی وہی حالت ہو جو اس چوہے کی ہوئی ہے۔

نگاہ مرد مومن سے تقدیریں بدل جاتی ہیں، ذوق یقین پیدا ہو جائے تو زنجیریں کٹ جایا کرتی ہیں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے۔ یہاں ایمان و عقیدہ یہ رکھا جائے کہ کرامت ولی کی ہے اور طاقت رب تعالیٰ کی ہے، ہاتھ ولی کا طاقت اللہ کی، کرامت ولی کی ہاتھ اللہ کا۔

حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری زمانہ میں بہت ہی عمدہ لباس زیب تن کیا کرتے تھے، ایک روز آپ کا ایک خادم ابوالفضل نامی کپڑے والے کے پاس گیا اور اس سے جا کر کہا کہ مجھے وہ کپڑا چاہیے جو ایک اشرفی فی گز ہو، اس سے کم بھی نہ ہو اور اس سے زیادہ بھی نہ ہو، کپڑا فروش نے سوال کیا کہ اتنا قیمتی لباس کس کے لیے خریدتے ہو؟ خادم نے کہا کہ اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے چاہیے، یہ سن کر کپڑا فروش کے دل میں خیال آیا کہ شیخ نے بادشاہ کے لیے بھی کپڑا نہیں چھوڑا، اور سب لے لیا، ابھی کپڑا فروش کے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ غیب سے ایک کیل آن کر اس کے پاؤں میں چبھ گئی، جس سے اسے سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، لوگوں نے اس کے پاؤں سے کیل نکالنے کی بہتیری کوشش کی مگر وہ کیل نہ نکل سکی، بالآخر لوگ اس کپڑا بیچنے والے کو اٹھا کر پیر پیران شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس لے آئے۔

حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ اے ابوالفضل! آپ نے اپنے دل میں ہم پر اعتراض کیوں کیا؟ حالانکہ قسم بخدا میں نے اس وقت تک وہ کپڑا نہیں پہنا جب تک میرے رب نے مجھے ایک گز اشرفی والا کپڑا پہننے کا اشارہ نہیں دیا۔

اے ابوالفضل! یہ کپڑا میت کا کفن ہے اور میت کا کپڑا عمدہ نفیس ہونا چاہیے، جو ہزار موت کے بعد ملتا ہے، اس کے بعد پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دست مبارک ابوالفضل کپڑا فروش کی اس تکلیف والی جگہ پر رکھا، آپ کے ہاتھ رکھتے ہی تکلیف جاتی

رہی، ابوالفضل کو یوں لگا جیسے تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی، پھر اس کے بعد فرمایا ابوالفضل! تمہارا اعتراض ہم تک پہنچا اور کیل کی صورت میں اس کے پاس لوٹ کر جو کچھ چاہا کیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو حضرت پیر پیران شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت اور خوارق عادت قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت نوازا تھا، جوانی اور بڑھاپے میں ان سے مختلف قسم کی کرامات کا ظہور ہوا، جن کو اہل علم وعرفان نے اپنی تحریروں میں محفوظ فرمایا ہے۔

نگاہ ولی کی تاثیر کا اور حضرت پیر پیران شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا ایک اور واقعہ پیش خدمت ہے، آپ ایک بار اپنے مدرسہ میں وضو کر رہے تھے، ایک چڑیا ہوا کے دوش پر اڑتی ہوئی آئی اور آپ کے کپڑوں پر بیٹ کر دی، آپ نے جب اپنے قیمتی لباس پر وہ بیٹ دیکھی تو دکھ ہوا، آپ نے نگاہ اٹھا کر اس چڑیا کی طرف دیکھا تو اسی عالم میں وہ چڑیا زمین پر آن لگی، اور تڑپ کر جان دے گئی، کپڑے سے بیٹ کو دھویا، پھر وہ لباس اتار کر اپنے خادم کے حوالے کر دیا کہ اسے جا کر فروخت کر دو اور اس کی قیمت فقیروں میں بانٹ دو، یہ اس چڑیا کے مارنے کی سزا اور بدلہ ہے۔

ولی کی نگاہ میں یہ تاثیر کس نے رکھی؟ یہ میرے اللہ نے رکھی، اللہ ہی کی طاقت سے ولیوں کے ہاتھوں عجیب عجیب کرامات رونما ہوتی ہیں، اللہ کی منشاء اور مرضی کے بغیر کہیں کچھ نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ اللہ خالق ہیں باقی مخلوق ہیں، اللہ مختار کل ہے، ساری کائنات پر اسی اکیلے کا اختیار چلتا ہے۔

ابھی راستے میں دوران سفر میں اپنے بڑے بھائی جان مولانا قاری عبدالسلام حدوٹی صاحب خطیب فریدیہ مسجد، ورئیس دارالقرآن علیوٹ کو تاجدار گولڑہ پیر

مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقولہ سنا رہا تھا، پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھینس اپنے کلے پر کودا کرتی ہے، اگر کلہ مضبوط نہ ہو تو بھینس نہیں کودتی، اسی طرح علماء حق منبر رسول پر گرجتے ہیں، آوازہ حق بلند کرتے ہیں، سچ کی آواز بلند کرتے ہیں، توحید کی نغمہ سرائی کرتے ہیں، پیغام مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی جرات رندانہ کے ساتھ لوگوں تک پہنچاتے ہیں، تو اس کی وجہ کیا ہے کہ ان کی پشت پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ان کی پیٹھ پر مدینہ والی سرکار کا ہاتھ ہے۔

ہاتھ ولی کا قدرت اللہ کی، کرامت ولی کی ہاتھ اللہ کا، حکایات صحابہ نامی کتاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے، اس میں کتنے ولیوں کے واقعات تحریر فرمائے ہیں، اللہ نے ان کے ہاتھوں پر کرامات ظاہر فرمائی ہیں کہ انسانی عقل حیران ہو جاتی ہے، کہ انسان کے ہاتھ پر ایسا واقعہ رونما ہوا۔

یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی کے ہاتھ پر کرامت کا صدور ہو، یہ اللہ کی مرضی کسی کے ہاتھ پر کرامات ظاہر کرے اور کسی کے ہاتھ پر ظاہر نہ کرے، ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہونے کے لیے آیا، وہ دس سال تک حضرت کی خدمت میں رہا، دس سال کے بعد وہ اجازت لے کر جانے لگا؟

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے جانے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ حضرت! میں دس سال تک آپ کی خدمت میں رہا مگر اس پورے عرصہ میں آپ سے ایک کرامت بھی ظاہر نہیں ہوئی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متوجہ کر کے یہ پوچھا کہ بتاؤ اس پورے عرصہ میں کوئی ایسا لمحہ بھی آیا کہ میں نے کسی سنت کی خلاف ورزی کی ہو؟ اس مرید

نے کہا کہ حضرت اس پورے عرصہ میں آپ نے کسی سنت کی مخالفت نہیں کی، بس آپ سے کرامت کوئی نہیں دیکھی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مرید کو سمجھایا کہ **الاستقامۃ فوق الکرامۃ** سنت رسول ﷺ پر ڈٹ جانا کئی کرامتوں سے بہتر ہے۔

اللہ تعالٰی نے قرآن کریم میں اولیاءاللہ کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

قیامت کا دن ہوگا، نفسی نفسی کی صدائیں ہوں گی، ہر کسی کو غم و حزن دامن گیر ہوگا، مگر اولیاءاللہ، قطب، ابدال پر کوئی غم اور پریشانی نہیں ہوگی، اللہ کی طرف سے اپنے ولیوں کے لیے خاص رحمت ہوگی، کہ ان پر کوئی خوف اور کوئی غم نہیں ہوگا۔

یہ ولی کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی چوبیس گھنٹے کی زندگی اللہ تعالٰی کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق گزرتی ہے، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا ہاتھ کار ول اور دل یار ول ہوتا ہے، ان کے ہاتھ کام کرتے چلے جاتے ہیں جب کہ ان کی زبان پر اللہ کا نام پاک ہوتا ہے، ان کی زبانوں پر اللہ کی تسبیح ہوتی ہے، ان کی زبانوں پر اللہ کا نام مچلتا رہتا ہے۔

ولی وہ لوگ ہیں جو معاصی اور گناہوں سے بچتے ہیں، ولی وہ لوگ ہیں جو نفسانی خواہشات کے بے لگام گھوڑے کو قابو میں رکھتے ہیں، نفسانی خواہشات کے بے ہنگم تقاضوں کو کند آلے سے ذبح کرتے ہیں، نفس کی باتیں نہیں مانتے۔

یہی وہ سعادت مند لوگ ہیں جو انسانی دلوں پر شبانہ روز محنت کرتے ہیں، انسانی ذہنوں اور دماغوں میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں، یہ لوگ اللہ کی مخلوق کا تعلق اللہ کے

ساتھ جوڑ دیتے ہیں، یہ لوگ انسانوں کو انسان بنانے کی بہت محنت کرتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی بے ادبی نہیں کرنا، ان کی گستاخی نہیں کرنا۔

بعض اوقات لوگوں کا مائنڈ تبدیل ہو جاتا ہے، منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر علم و عرفاں پھیلانے والے علماء کرام کو ولی نہیں سمجھتے، ان کو یہ فارغ سمجھتے ہیں، ان کا یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تو وہ بندہ ہے جس نے ابھی ابھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ہے، یہ شخص ابھی ہمارے ساتھ فروٹ منڈی سے فروٹ خرید رہا تھا، یہ شخص ابھی ہمارے ساتھ بازار میں گھوم رہا تھا، ہمارے ساتھ شادی کی محفل میں تھا، ہمارے ساتھ فوتگی میں مجلس میں بیٹھا تھا، ہمارے ساتھ تعزیتی پروگرام میں بیٹھا تھا، یہ ایسا الزام ہے جو صرف علماء کرام پر ہی نہیں لگتا، یہ ان ولیوں پر ہی نہیں لگتا بلکہ یہ ایسا الزام ہے جو انبیاء کرام پر بھی لگتا رہا۔

لوگ الزام لگاتے تھے کہ جناب کل تک تو یہ لوگ کہتے تھے کہ میں نبی ہوں، آج یہ لوگ اوزار، ہتھیار اٹھا کر کشتی بنا رہے ہیں، کل کہتا تھا کہ میں نبی ہوں آج یہ کام کاج میں مصروف ہے، یہ تو ہمارے جیسا انسان ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو چھپایا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ولیوں کو چھپا کر رکھا ہوا ہے، اگر اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو ظاہر کر دیتے تو پھر لوگ اس شخص کو ولی سمجھ کر دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتے۔

جس طرح اللہ نے لیلۃ القدر کو چھپا رکھا ہے، اور اس کی فضیلت سمجھا دی کہ یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ نے اس رات کو کیوں چھپایا؟ اس لیے تاکہ لوگ ہر رات کو لیلۃ القدر سمجھ کر ساری راتوں میں عبادت کریں۔

اللہ نے جمعہ کی ایک گھڑی ایسی بنائی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے، مگر یہ سارے دن میں چھپا کر رکھی ہے، اس لیے تاکہ لوگ سارے دن میں عبادت کرتے رہیں، اسی طرح اللہ نے ولیوں کو چھپا رکھا ہے تاکہ لوگ کسی ایک کو ولی قرار دے کر دوسرے انسانوں کی توہین، تضحیک اور تحقیر نہ کریں، اس لیے کہ اللہ کے ہاں گدڑیوں میں لعل پلتے ہیں۔

یہ نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا جو واقعہ ہے کسے معلوم تھا کہ نورالدین زنگی کو یہ مرتبہ اور مقام ملے گا، کہ وہ دو گستاخ عیسائی جو سرنگ کھود کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر کو نکالنا چاہتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور نورالدین زنگی کو ان دو عیسائیوں کی شکلیں بتائیں۔

نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی خواب کے پیش نظر سب لوگوں کی دعوت کی، سب آئے مگر وہ دو نیلی آنکھوں والے نہیں آئے، نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس اس شکل کے ابھی دو بندے دکھائی نہیں دیتے، چنانچہ تلاش کے بعد وہ بھی مل گئے اور ان کی راہنمائی پر پتہ چلا کہ وہ کتنی دور سے سرنگ نکال کر لائے تھے اور کہاں تک پہنچ چکے تھے، اس کے بعد نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد کھدائی کروا کر چاروں طرف سیسہ پگھلا کر ڈالا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر کو محفوظ بنایا، یہ اعزاز اللہ نے نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے موچی دروازہ میں بیان کر رہے تھے، دوران تقریر فرمایا کہ مسلمانو! ام المومنین امی خدیجہ نے تمہارے دروازے پر دستک دی ہے، امی عائشہ نے تمہارا دروازہ کھٹکھٹایا ہے کہ ایک گستاخ

رسول راج پال نے میرے نبی کی توہین و بے ادبی پر مبنی مواد شائع کیا ہے، اس کتاب کا نام رنگیلا رسول تھا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایمانی للکار تھی، اس ایمانی للکار کو سن کر مجمع بھڑک اٹھا، مجمع کے اندر سے ایک ترکھان کا بیٹا اٹھا، اس کے چہرے پر داڑھی تھی اور نہ سر پر پگڑی، نہ جسم پر جبہ تھا، نہ پاؤں میں کوئی قیمتی جوتی پہنے ہوئے تھا، نہ سوٹڈ بوٹڈ تھا، پاؤں میں پلاسٹک کی جوتی پہنے ہوئے اٹھا، جلسے سے اٹھ کر سیدھا گھر پہنچا۔

گھر سے خنجر بدست نکلا، خراماں خراماں راجپال کی دکان پر پہنچا، وہ پھٹے پر سستا رہا تھا، علم الدین نے اس سے پوچھا کہ مجھے راجپال کو ملنا ہے، اس نے اپنا بتایا، علم الدین نے اگلا سوال نہیں کیا، بلکہ اپنا خنجر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس کے سینے پر رکھ دیا، اوپر سے دبا کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا، واپسی پر اپنا خنجر انارکلی چوک میں دھوتے ہوئے اعلان کیا کہ مسلمانو! سنو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو جہنم واصل کر دیا ہے۔

پاکستانی عدالتوں میں مقدمہ چلا، قائداعظم محمد علی جناح نے کیس لڑا، قائداعظم نے علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ تو ایک بار یہ کہہ دے کہ میں نے راجپال کو قتل نہیں کیا تو تجھے پھانسی کے پھندے سے اتروالوں گا۔

مگر علم الدین نے کہا کہ محمد علی! میری زندگی کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہیں ہے، جو اللہ کی بارگاہ میں پیش کر سکوں، سوائے اس بات کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو جہنم واصل کیا ہے، علم الدین شہید ہو گیا، پھانسی کے پھندے پر جھول گیا، اسی لیے تو اقبال نے کہا تھا کہ ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا اسی گلاں ای کردے رہیاں۔

بزرگو اور دوستو! بس یہ بات ہمیں ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ اللہ ہی سب کچھ کرنے والا ہے، اللہ ہی نے دنیا کو بنایا اور اس میں اپنی مخلوق کو سجایا، اپنی مخلوق میں مختلف اقسام کے لوگوں کو بسایا، مخلوق میں اس نے خوش نصیبوں کا انتخاب فرمایا، کچھ کے سروں پر تاج نبوت سجایا اور کچھ کے سر پر تاج ولایت سجایا، دونوں ہی طبقات اللہ کے محبوب ہیں، نبیوں کے ہاتھ پر خوارق عادت باتیں ظاہر کیں جنہیں معجزات کہا جاتا ہے اور ولیوں کے ہاتھ پر کرامات ظاہر کیں۔

معجزات اور کرامات اگرچہ اللہ کے بندوں کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے مگر ان کے پیچھے طاقت، قوت اور قدرت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔

اہل علم نے کرامات کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ کرامت کا علم بھی ہو اور ارادہ بھی ہو جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر دریائے نیل کا پانی جاری ہو گیا تھا، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زہر پی لیا تھا، مگر اس زہر نے آپ رضی اللہ عنہ پر اثر نہیں کیا تھا۔

دوسری قسم یہ بیان کی جاتی ہے کہ کرامت کا علم ہو جیسے حضرت مریم کے پاس بے موسم پھل اور میوہ جات آتے تھے۔

تیسری قسم یہ بیان کی جاتی ہے کہ کرامت کا علم ہو اور نہ ہی ارادہ ہو جیسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اور کھانا دو تین گنا زیادہ ہو گیا تھا، خود ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بات پر حیران ہو گئے، آپ کو اس واقعہ کے ہو جانے سے پہلے علم نہیں تھا کہ ایسا ہو جائے گا اور نہ ہی آپ کا کوئی ارادہ تھا۔

یہاں پہلی قسم کو تو ہم کرامت کہہ سکتے ہیں مگر دوسرے دو واقعات کو ہم کرامت کی بجائے برکت سے تعبیر کر سکتے ہیں، کرامت اللہ کے حکم سے ولیوں کے ہاتھ پر ظاہر کی جاتی ہے، اللہ کا حکم چلتا ہے، اللہ اپنے ولی کے ہاتھ پر خلاف عادت کام ظاہر کروا کر اس کی عزت بڑھانا چاہتے ہیں، ولی کے لیے یہ ایک نعمت ہوتی ہے ولی کے اپنے اختیار اور ارادے سے کرامت ظاہر نہیں ہوتی جیسے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافروں کی طرف مٹھی بھر کر مٹی پھینکی تو اسے اللہ نے فرمایا کہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی ہے۔

بیان۔ درگاہ عالیہ بکوٹ شریف، ۱۷ نومبر ۲۰۱۸، بروز ہفتہ بعد مغرب

تعلق مع اللہ

بمقام: درگاہ عالیہ بکوٹ شریف

بیان: مولانا محمود الرشید حدوٹی

یہ بیان درگاہ عالیہ بکوٹ شریف کے ۹۶ویں سالانہ اجتماع کی آخری نشست میں کیا گیا، آخری نشست میں مجمع تاحد نگاہ دکھائی دے رہا تھا، علماء طلباء، واعظین، مشائخ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی، اس نشست میں معجزات وکرامات کا بیان کیا گیا۔ بیان کے لیے وقت مختصر تھا، استاذ العلماء، محسن کوہسار حضرت مولانا محمد سفارش عباسی صاحب بانی ادارہ اشاعت اسلام اپنی نشست گاہ سے اٹھے اور اسٹیج سیکرٹری سے کہا کہ میرا وقت بھی مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب کو دیا جائے، یہ بیان موبائل میں حافظ عثمان محمود حدوٹی نے ریکارڈ کیا۔

تعلق مع اللہ

بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ
وان من شئی الا یسبح بحمدہ
وقال اللہ تبارک وتعالیٰ وسبحوہ بکرۃ واصیلا
صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

سارے دوست، احباب ایمانی جوش، جذبہ اور ولولہ کے ساتھ بآواز بلند وہ درود شریف پڑھیں جو میرے آقا و مولا مدنی کریم ﷺ کی پیاری زبان مبارک سے نکلا تھا، اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و بارک وسلم وصل علیہ،

میرے محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو! آج ہم سب لوگ حضرت مولانا پیر فقیر اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا پیر عتیق اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا پیر حقیق اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا پیر اظہر بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
کے دربار عالیہ بکوٹ شریف میں ایک عظیم نسبت کے ساتھ جمع ہیں۔

میں نے گزشتہ رات یہاں اس موضوع پر بیان کیا تھا کہ معجزات اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء کرام کے ہاتھ پر دکھاتے ہیں، مگر اللہ اپنی قدرت کا اظہار فرماتے ہیں، اور کرامت ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے مگر پیچھے ہاتھ اللہ پاک کا کارفرما ہوتا ہے، جب ہمارا عقیدہ اور ایمان یہ بن جائے گا توان شاءاللہ کام چل جائے گا۔ چونکہ جس طرف آپ نظر اٹھائیں اللہ ہی اللہ نظر آئے گا، ہر طرف اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے، جن لوگوں کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی یادیں تازہ رہتی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو راضی کیا۔

میری مدینہ والی سرکار نے فرمایا کہ اس دھرتی پر اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کو یاد کرتے چلے جاتے ہیں، نوافل پڑھتے پڑھتے اللہ کے قریب ہوتے چلے جاتے ہیں، پھر اللہ ان کو اتنا قریب لے آتا ہے کہ اللہ ان کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں، اللہ ان کی زبان بن جاتا ہے جس زبان سے وہ بولتے ہیں، اللہ ان کے کان بن جاتا ہے جن کانوں سے وہ سنتے ہیں، اللہ ان کے ہاتھ بن جاتا ہے جن ہاتھوں سے وہ پکڑتے ہیں، اللہ ان کے قدم بن جاتا ہے جن قدموں سے وہ چلتے ہیں اور اللہ ان کا دل بن جاتا ہے جو ان کے پہلو میں دھڑکتا ہے، یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ جل شانہ کو راضی کرتے ہیں۔

میرے دوستو! ہم پرسوں لاہور سے چلے، کل یہاں بکوٹ شریف پہنچے، ہم نے اپنے سفر میں کیا کیا نظارے دیکھے، ہمارے دائیں بائیں ہر طرف اللہ کی قدرت کا شاہکار نظر آتا تھا، دائیں دیکھو ہریالی، بائیں دیکھو ہریالی، دائیں دیکھو کھیت، بائیں دیکھو کھلیان، کہیں نگاہ اٹھاؤ سرسبز و شاداب درخت دکھائی دیتے ہیں، یہ سب کیا ہے، میرا اللہ کہتا ہے وان من شئی الا یسبح بحمدہ،

کائنات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں، کائنات کا کوئی پربت ایسا نہیں، کائنات کا کوئی شجر ایسا نہیں، کائنات کا کوئی حجر ایسا نہیں، جو میرے اللہ کی تعریف و ثناء میں مست و مگن نہ ہو، یہ ذرے جنہیں ہم پاؤں کے نیچے روندتے چلے جاتے ہیں، جب ہم سرپٹ دوڑ رہے ہوتے ہیں، ہمارے قدموں سے دھول اڑتی ہے، غبار کے مرغولے اٹھتے ہیں، ان مرغوں سے اللہ کا نام بلند ہوتا ہے، ذرات اللہ کی تعریف کرتے ہیں، پربت اللہ کی تعریف کرتے ہیں، پتا پتا، ٹہنی ٹہنی، کلی کلی، پھول پھول یہ سب میرے اللہ کی تعریف کرتے ہیں، سب میرے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

وان من شئی الا یسبح بحمدہ

ہر چیز اللہ کی تعریف کرتی ہے، میری پشت کے پیچھے یہ مشکفوری کے فلک بوس پہاڑ میرے اللہ کی تعریف کرتے ہیں، میری آنکھوں کے سامنے کشمیر کے فلک بوس پہاڑ یہ میرے اللہ کی تعریف کرتے ہیں، میری بائیں طرف نیلم اور جہلم کے دو چلتے دریاؤں کی موجیں اور لہریں میرے اللہ کی تعریف کرتی ہیں، فلک بوس چوٹیاں میرے رب کی نغمہ سرائی میں مشغول ہیں۔

وان من شئی الا یسبح بحمدہ

صبح ہو شام ہو یہ سب اللہ کی تعریف کرتے ہیں، جب اللہ کی تعریف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔

میرے دوستو! ہر چیز رب کی تسبیح و تعریف میں مشغول ہے، میں آج سے سینتس سال پہلے یہاں بکوٹ شریف آیا تھا، یہ وہ وقت تھا جب یہاں پہاڑی علاقہ میں سڑک پکی نہیں تھی، سنگریزے اور نوکیلے پتھروں پر جیب چلتی ہوئی آئی تھی، اس کی بہ نسبت آج کافی فرق ہے، اب تو گاڑی اس مشکل پہاڑی راستے پر فراٹے بھرتی ہوئی یہاں پہنچی ہے، یہاں پہنچ کر اندازہ ہوا کہ ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں، ابھی پہاڑی سلسلہ مزید موجود ہے، اوپر پہنچیں تو پتا چلتا ہے کہ ابھی رب تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ مزید دور ہے۔

جب ہم چھوٹے چھوٹے تھے تو ان فلک بوس پہاڑوں کی بلندی کو دیکھ کر دل دماغ میں یہ خیال انگڑائی لیتا تھا کہ اگر ہم اس پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ جائیں تو آسمان کو ہاتھ لگا سکیں گے، مگر وقت کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ عہد طفلی کا خیال غلط ثابت ہو گیا، اونچی سے اونچی پہاڑی پر پہنچنے کے باوجود ہم آسمان کو نہیں چھو سکتے۔

زمین سے لے کر پہلے آسمان تک پہنچنے کی مسافت پانچ سو سال بتائی گئی ہے، فرمایا کہ زمین سے آسمان اول تک عرب نسل کا تیز رفتار گھوڑا پانچ سو سال سرپٹ دوڑتا رہے تو اس کی مسافت عبور نہیں کر سکتا۔

پھر پہلا آسمان اتنا ہی موٹا ہے جتنا زمین سے لے کر آسمان اول تک کی مسافت ہے، پھر پہلے اور دوسرے آسمان کے درمیان خلاء اتنا ہی ہے جتنا کہ ایک آسمان کی موٹائی ہے، اسی طرح ہر آسمان موٹا ہے اور ان آسمانوں کے درمیان کا فاصلہ ہے کہ پانچ سو سال عرب نسل کا تیز رفتار گھوڑا دوڑتا رہے تو اس کی مسافت کو عبور نہیں کر سکتا۔

مگر میرے اللہ کی قدرت دیکھو کہ جب اس نے اپنے حبیب، آقائے نامدار، تاجدار مدینہ، مراد المشتاقین، نبی کریم، سپہ سالار بدر و حنین، صاحب قاب قوسین، بدر الدجیٰ، شمس الضحیٰ، قائد تبوک و یرموک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے عرش پر بلایا تو معزز فرشتے ام ہانی کے گھر میں بھیجے، جہاں ہمارے آقا و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے تھے، رات کا وقت تھا، اللہ نے اپنے حبیب کو اکرام سے اٹھانے کا حکم دیا تھا، جبریل، میکائیل، اسرافیل ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں ام ہانی کے گھر تشریف لائے تھے، جو حرم محترم کے اندر تھا۔

فرشتوں نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھایا اور چھت کے راستے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر حطیم پہنچے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپریشن کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل نکالا گیا، جبریل کے اشارے سے بغیر کسی نشتر و بلیڈ، بغیر کسی آلہ جراحی کے آپریشن ہوا، ہمارے ڈاکٹر جب دل کے مریض کا آپریشن کرتے ہیں تو دل باہر نہیں نکالتے، مگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

آپریشن جب ہوا تو دل باہر نکالا گیا، پھر اسے زمزم کے ساتھ دھویا گیا، پھر اس میں ایمان وایقان کے موتی بھرے گئے، پھر اسے واپس اپنی جگہ پر رکھا گیا۔

پھر جبریل کے اشارے سے سینے کی جو جگہ چیری گئی تھی اسے دوبارہ سیا گیا، کوئی تکلیف نہیں ہوئی، کوئی زخم نہیں آیا، کوئی درد محسوس نہیں ہوا۔

پھر ایک فرشتہ نے جنتی براق کی نکیل تھامی، ایک نے رکاب تھامی اور نبی کریم ﷺ کو اکرام واعزاز سے براق پر سوار کیا، یہ براق کیسی شان والی تھی، بتایا گیا کہ جہاں جہاں انسانی نگاہ پڑتی تھی وہاں براق کا قدم لگتا تھا، جب براق پہاڑی چڑھائی عبور کرتی تو گردن بلند کرتی اور جب براق پہاڑی سے نیچے اترتی تو گردن جھکا لیتی تھی۔

بیت المقدس میں پہنچ کر براق کا کام ختم ہو گیا، یہاں سونے کی سیڑھی لگائی گئی، جسے عربی میں معراج کہا جاتا ہے، پہلے آسمان تک معراج پر گئے، پہلے آسمان سے فرشتوں کے پروں پر ساتویں آسمان تک پہنچے، یہاں سے جبریل نے اپنے پروں پر اٹھایا، وہاں سے رفرف پر عرش بریں تک پہنچے، معراج کی شب یہ پانچ سواریاں نبی کریم ﷺ کے اعزاز واکرام اور پروٹوکول کے لیے تھیں۔

سدرۃ المنتہیٰ پر جبریل نے ساتھ چھوڑ دیا تھا، فرمانے لگے کہ آقا اگر یہاں سے آگے ایک بال برابر بھی جاؤں گا تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا، اگر یکسر مو برتر پرم فروغ تجلّی بسوزد پرم۔

میرے دوستو! میری تقریر کی ابتدا اور میری تقریر کی انتہاء یہ ہے کہ یہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہے، جو کہتا ہے کہ وسبحوہ بکرۃ واصیلاً، صبح وشام اللہ کی تسبیح کرو، ان درباروں اور درگاہوں پر آنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ کو سیکھے، اللہ

کی معرفت حاصل کرے، جیسے ایک مولانا بیان فرمارہے تھے کہ جس جس فن والے کے پاس جاؤ گے تو اس سے وہ چیز ملے گی، کپڑا فروش کے پاس جاؤ گے کپڑا ملے گا، حلوائی کے پاس جاؤ گے مٹھائی ملے گی، غرضیکہ جس کے پاس جو جو چیز ہو گی اس سے ملو گے تو وہی چیز ملے گی، مگر اللہ والوں سے ملو گے تو وہاں اللہ ملے گا، اس لیے اللہ والوں کے پاس تعویذ لینے کے لیے، بیماری کا علاج کرانے کے لیے نہ جاؤ بلکہ ان کے پاس اس غرض سے جاؤ کہ اللہ والوں سے اللہ ملتا ہے۔

اس لیے کہ جب اللہ مل جائے گا تو سب کچھ مل جائے گا، اس پر ایک واقعہ بیان کر کے بات ختم کرتا ہوں، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ تھا جس کا نام محمود تھا، اس کا ایک وزیر تھا جس کا نام ایاز تھا، محمود بادشاہ کو ایاز کے ساتھ بہت محبت تھی، اس پر باقی سارے وزیر اور مشیر حسد کرتے تھے، جلتے تھے۔

ایک دن بادشاہ کو اس بات کا پتا چلا تو اس نے سارے وزیروں اور مشیروں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ میں شاہی خزانے کا دروازہ کھولتا ہوں، تم پانچ منٹ کے اندر اندر شاہی خزانے سے جو کچھ لے سکتے ہو لے لو، چنانچہ شاہی خزانہ کھلا تو سارے وزیر، سارے مشیر دمادم مست قلندر جونہی شاہی خزانے کا دروازہ کھلا تو سبھی خزانے کے اندر، سب نے اپنی اپنی پسند کی چیزوں پر ہاتھ ڈالنا شروع کیا، کوئی ہیروں پر ہاتھ ڈال رہا تھا، کوئی جواہرات پر ہاتھ صاف کر رہا تھا، غرضیکہ جس کو جو ہاتھ لگا وہ اسے سمیٹنے لگا، مگر ایاز ایک قدم آگے نہیں بڑھا۔

جب سارے وزیر اور مشیر اندر چلے گئے تو ایاز آگے بڑھ کر محمود کے ساتھ بغل گیر ہو گیا، محمود نے کہا کہ آپ نے بہت ہی قیمتی چانس ضائع کر دیا، شاہی خزانے سے

آپ بہت کچھ سمیٹ سکتے تھے، ایاز نے کہا کہ بادشاہ سلامت! سب کچھ آپ کی جوتی پر قربان، میں نے آپ کو پسند کر لیا تو مجھے کسی اور چیز کی کیا ضرورت ہے۔

تو دوستو اگر دنیا میں ایک شخص کو یہ پتا ہے کہ بادشاہ مل جائے تو سب کچھ مل جاتا ہے، اسی طرح جب اللہ انسان کو مل جائے تو ساری کائنات گویا اسے مل گئی۔

دوستو! جسے اللہ مل گیا اسے سب کچھ مل گیا، اللہ کو لینا چاہیے، اللہ سے تعلق بنانا چاہیے، اس سے تعلق اس کے حکموں کو ماننے سے بنتا ہے، اس کے احکامات کی بجاآوری میں بنتا ہے۔

ایاز نامی اس وزیر کی بڑی حیرت انگیز باتیں ہیں، جو انسانی دل و دماغ میں پیوست ہو جاتی ہیں، ایک بار بادشاہ نے شاہی خزانے کا ایک قیمتی ہیرا توڑنے کے لیے اپنے وزیروں و مشیروں کو حکم دیا، سب نے اپنی اپنی جگہ معذرت کر دی کہ شاہی خزانے کا اتنا قیمتی ہیرا توڑ کر ہم شاہی خزانے کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، بادشاہ نے ایاز کو حکم دیا تو اس نے شاہی خزانے کا قیمتی ہیرا فوراً توڑ دیا، بادشاہ نے کہا کہ سارے وزیروں نے اسے شاہی خزانے کا قیمتی ہیرا سمجھ کر توڑنے سے انکار کر دیا تھا، تو نے ایسا کیوں کیا؟ ایاز نے کہا کہ بادشاہ سلامت! شاہی خزانے کے قیمتی ہیرے کی بات نہیں ہے، بلکہ شاہ کے قیمتی حکم اور ارشاد کی بات ہے، اس قیمتی ہیرے سے زیادہ قیمت والا شاہ کا حکم ہے، اس لیے میں ہیرے کو بچا کر شاہ کے فرمان کو رد نہیں کر سکتا تھا۔

میرے دوستو! کیا خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کو بجالاتے ہیں، ان کے فرمان کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، ان کے فرامین کو

ساری کائنات کی چیزوں سے اعلیٰ اور برتر مانتے ہیں، ان کے اوامر کی اتباع کرتے اور ان کے نواہی سے اجتناب کرتے ہیں، اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔

بیان، درگاہ عالیہ بکوٹ شریف بروز اتوار ۱۸ نومبر ۲۰۱۸ء

تذکرہ اولیاء بکوٹ

تحریر۔مولانا محمودالرشیدحدوٹی

درگاہ عالیہ بکوٹ شریف میں پیر فقیر اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ۹۶ویں سالانہ اجتماع کی جہاں اور بہت سی خوبیاں دیکھنے میں آئیں وہاں ایک بڑی اہم بات جو معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ اس اجتماع میں دیوبندی اور بریلوی دونوں مسلکوں کے علماء اور عامۃ الناس بلا تعصب شریک ہوئے تھے، دیوبندی علماء نے کھل کھلا کر بیانات کیے اور بریلوی علماء نے بھی کھل کھلا کر بیانات کیے، دونوں مسالک کے علماء کرام نے ایک دوسرے کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں کہی جو ناراضگی اور دل آزاری کا باعث بنتی۔

اجتماع کے روح رواں، مسند نشین درگاہ عالیہ بکوٹ شریف جناب مولانا پیر زاہر بکوٹی صاحب نے اپنی تقریر کے آغاز میں بانی دارالعلوم دیوبند، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی کے خوبصورت اشعار پڑھے تو بندہ عاجز نے فرط مسرت وجذبات میں نعرہ لگایا، جس پر پیر زاہر بکوٹی صاحب نے فرمایا کہ نعرہ اس درگاہ میں صرف تکبیر کا بلند کیا جاتا ہے۔

پیر زاہر صاحب نے فرمایا کہ ہم یہاں مختلف نعرے اس لیے نہیں لگاتے کہ نعروں کی وجہ سے کوئی اختلافی کیفیت پیدا نہ ہو جائے، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سنانے کے بعد پیر زاہر بکوٹی صاحب نے فرمایا کہ اب اگر میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار نہیں پڑھوں گا تو زیادتی ہو گی، پھر انہوں نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے اشعار بھی اسی انداز میں سنائے، جس سے مجمع میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

بندہ ناچیز کا بیان شروع ہی تھا کہ استاذ العلماء، محسن کوہسار، حضرت مولانا محمد سفارش صاحب اپنی نشست سے اٹھے اور اسٹیج کے ذمہ داران سے کہا کہ میں بیان نہیں کروں گا، میرے بیان کا وقت بھی مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب کو دے دیا جائے، بندہ نے مختصر بیان کیا تو اس کے بعد استاذ العلماء مولانا محمد سفارش صاحب نے بھی مختصر سا بیان حاضری لگانے کی نیت سے کیا۔

بکوٹ شریف کے سالانہ اجتماع میں برادر کبیر، استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری عبد السلام حدوٹی صاحب نے بھی بزرگان دین کی خدمات پر مختصر مگر پر اثر بیان فرمایا۔

پیر زاہر بکوٹی صاحب نے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان اشعار سے اپنے بیان کا آغاز فرمایا

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگان مدینہ کے پھروں
مروں تو کھائیں مجھے مدینہ کے مرغ و مار
بھلا یہ رتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا
کہ ہو کوچہ اطہر کے آس پاس نثار

یہی وہ اشعار تھے جنہیں پیر زاہر صاحب نے پڑھا تو بندہ عاجز نے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اظہار محبت کرتے ہوئے ان کے نام کا نعرہ لگایا، جس پر پیر صاحب نے دیوبندی بریلوی اتحاد کی فضا کو برقرار رکھتے ہوئے فرمایا کہ صرف تکبیر کا نعرہ ہی لگایا جائے، اس کے علاوہ کوئی نعرہ نہ لگایا جائے، میرے خیال میں ملک بھر میں اتحاد کی فضا قائم کرنے کے لیے یہ بہترین علاج ہے۔

پیر زاہر صاحب نے فرمایا کہ جہاں میں نے مولانا قاسم نانوتوی کا شعر پڑھا ہے، اگر مولانا احمد رضا خان بریلوی کا شعر نہ پڑھوں تو یہ زیادتی کی بات ہو گی، پھر یوں کہا

لحد میں عشق رخ مصطفےٰ کا داغ لے کے چلیں
اندھیری رات ہونی تھی چراغ لے کے چلیں

پیر صاحب نے درگاہ عالیہ بکوٹ شریف کے بارے میں فرمایا کہ اس درگاہ کی اپنی شان ہے، اس میں ہر مسلک والے مسلمان یہاں تشریف لاتے ہیں، اسی لیے ہم ہر نعرے سے اوائڈ کرتے ہیں۔

بزرگان محترم اس درگاہ کو چلانے میں بڑے لوگوں کی کاوشیں، کوششیں صرف ہوئیں، اور یہ پھول ایسے ہی نہیں مہکا، اور جب چمن میں بہار آجائے، تو بہار لانے والوں کا ذکر بھی تھوڑا تھوڑا ہو جائے۔

جب حضرت پیر فقیر اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو ایک آدمی آیا، اس نے کہا کہ آپ اپنی اولاد کو بڑے بڑے راجگان کشمیر، بڑے بڑے سرداران روات (مری) میں سے کسی کے ذمہ لگادیں، ہمارے والد صاحب پانچ سال کے تھے، ہمارے تایا صاحب سات سال کے تھے، یہ بات سن کر حضرت پیر فقیر اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا، اس بندے نے دوسری دفعہ یہی بات کہی، تیسری دفعہ یہی بات کہی، آپ نے تینوں دفعہ اپنا منہ پھیر لیا، چوتھی دفعہ اس نے یہی کہا تو پیر فقیر اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقیر اللہ نبی کا غلام ہے، اور اپنی ساری اولاد کو اللہ کے سپرد کرتا ہے۔

وہ بہت مشکل وقت تھا، جب پیر فقیر اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو سال تک دعوت و تبلیغ کا کام گھوڑوں کی پشت پر بیٹھ کر کیا، حضرت بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے وہ بڑا مشکل وقت تھا، آپ کی عمر ایک سو تیس سال تھی۔

حضرت پیر فقیر اللہ بکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلے نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی، ہمارے یہاں ایک میاں نور صاحب تھے، ان کے بیٹے مستری سلمان صاحب کو اپنا بیٹا بنالیا تھا، ناامید ہو گئے تھے، ان کے ایک دوست تھے غلام محمد صاحب جو فوت ہو گئے، ان کی عورت بیوہ ہو گئی، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر فقیر اللہ بکوٹی کو خواب میں آئے اور آپ سے فرمایا کہ تو اس بیوہ سے شادی کرلے، تیرے دو بیٹے ہوں گے، ایک کا نام حقیق اللہ رکھنا اور دوسرے کا نام عتیق اللہ رکھنا۔

اللہ تعالیٰ نے اس خواب کی تعبیر دی، اور پیر فقیر اللہ بکوٹی کو دو بیٹے عطا فرمائے، ایک کا نام حقیق اللہ رکھا اور دوسرے کا نام عتیق اللہ رکھا۔

پیر زاہر بکوٹی صاحب نے اپنے خطاب میں درگاہ عالیہ بکوٹ کے حسن انتظام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے بزرگوں نے بڑی خوش اسلوبی سے اس درگاہ کا نظام چلایا، سترہ سال تک ہمارے والد صاحب کے مادری بھائی نے اس درگاہ کے نظام کو بڑی خوش اسلوبی سے چلایا، پھر ہمارے تایا صاحب فارغ التحصیل ہو گئے تو ان کے سپرد کر دیا، آج کل کسی مولوی کو اسٹیج مل جائے تو وہ اسے نہیں چھوڑتا، سترہ سال کے بعد انہوں نے اس مسند کو ہمارے تایا صاحب کے سپرد کیا، اس نظام کو چلانے میں راجگان کشمیر اور سرداران روات کا تعاون ان کے ساتھ تھا، یہاں جو پرانی مسجد تھی وہ سرداران روات نے بنوائی تھی، یہ سلسلہ اس وقت سے جاری ہے۔

کچھ عرصہ ہمارے تایا اس درگاہ عالیہ کے مسند نشین رہے، پھر جب میرے والد صاحب دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو تایا جان نے میرے والد صاحب کی دستار بندی کر کے مسند ان کے حوالے کر دی اور اپنا حق چھوڑ دیا، یہ بکوٹ شریف کی گدی قربانیوں کا ایک تسلسل ہے۔

میرے والد صاحب نے انتہائی کوشش، محنت اور جدوجہد سے چپہ چپہ پر مدارس قائم کیے، جہاں جہاں والد صاحب نے مدارس قائم کیے یہ علاقے کشمیر، مری اور دوسرے علاقے تھے، پھر والد صاحب بھی رحلت فرماجاتے ہیں، پھر اس پگ کا سوال اٹھا کہ یہ کس کے سر پر باندھی جائے، تو سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ پیر مکھن صاحب کے سر پر باندھی جائے، جب پگ پیر مکھن صاحب کے سر پر رکھی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں آج اپنے والد ہی کی سنت زندہ کروں گا کہ اس پگ کا حقدار پیر اظہر بکوٹی ہیں۔

سینتالیس سال تک پیر اظہر صاحب نے درگاہ عالیہ کی خدمت کی، لوگوں کے عقائد ٹھیک کیے، ان کی بڑی کنڑی بیوشن ہے۔

پیر زاہر بکوٹی صاحب نے تیرہ منٹ بیان کیا، بیان کا آخری حصہ نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت سے متعلق تھا، اس حصہ میں انہوں نے وقت کے حکمرانوں کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم نے نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلہ کو کسی طرح ادھر ادھر کرنے کی کوشش کی تو ہم سب لوگ سیسہ پلائی دیوار کی طرح تمہارے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔

حضرت مولانا محمد سفارش صاحب کا خطاب

استاذ العلماء، محسن کوہسار، داعی توحید وسنت، قاطع شرک وبدعت حضرت مولانا محمد سفارش عباسی صاحب بانی ورئیس جامعہ اشاعت اسلام نیو مری نے پیر زاہر بکوٹی صاحب کی تقریر سے پہلے چند منٹ میں اپنا اظہار مافی الضمیر کیا، جو ان کے ایمانی وایقانی جذبات کا مکمل عکاس اور آئینہ دار تھا، آپ کی صحت بیان وکلام کی اجازت نہیں دے رہی تھی، ہاتھ پاؤں بیماری کی وجہ سے لرز رہے تھے آواز لڑکھڑا رہی تھی، مگر

میرے خیال میں محسن کوہسار کا مختصر دورانیے پر مشتمل بیان سارے اجتماعی بیانات کی روح اور جان تھی، آپ کا بیان مقصدیت لیے ہوا تھا۔

حضرت مولانا محمد سفارش عباسی صاحب نے فرمایا کہ ہمیں اللہ کے احکامات کو نبی کریم ﷺ کی تعلیمات حسنہ کے مطابق ماننا ہے اور مسلمانوں کو ان احکامات کی پیروی کے لیے دن رات ایک کرنا ہے، ہمیں اخلاص کے ساتھ دین کی محنت کرنا ہے، ہمارا مقصود اور مطلوب اللہ کی رضا ہو، اس کے علاوہ ہم کوئی نیت اور غرض نہ رکھیں۔

اجتماع کی آخری نشست میں خطیب کوہسار، استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری عبدالسلام حدوٹی صاحب خطیب جامع مسجد فریدیہ ودارالقرآن علیوٹ نے بھی مختصر مگر پر اثر بیان فرمایا، جس میں پیر فقیر اللہ بکوٹی، پیر حقیق اللہ بکوٹی اور پیر عتیق اللہ بکوٹی کا بالاختصار تذکرہ کیا۔

آزاد کشمیر اور ملکہ کوہسار مری سے تعلق رکھنے والے بہت سے علماء کرام نے پیر فقیر اللہ بکوٹی کی درگاہ عالیہ سے اپنی نسبتوں کا احسن پیرائے میں ذکر کیا، ہمارے پاس ان علماء کرام کے ناموں کی اجمالی یا تفصیلی کوئی فہرست موجود نہیں ہے، اس لیے ان کے بیانات کی یہاں جھلک پیش کرنا مشکل دکھائی دے رہا ہے۔

اجتماع کی نقابت ملکہ کوہسار مری کے نوجوان عالم دین مولانا مفتی انعام الحق عباسی صاحب داماد پیر زاہر بکوٹی اور مولانا محمد زاہد عباسی صاحب داماد پیر زاہر بکوٹی سرانجام دے رہے تھے، نقبائے محفل وقفے وقفے سے اپنے ایمانی وایقانی جذبات کا اظہار کرتے رہتے تھے اور محفل کو گرماتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کی خدمات قبول فرمائے، آمین۔ خادم اسلام، محمود الرشید حدوٹی ۱۶ جنوری ۲۰۱۹ء